پرویز شاہدی

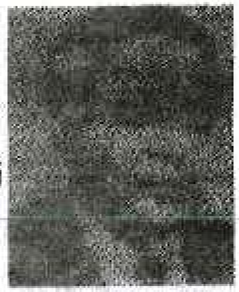

پرویز شاہدی کا پورا نام سید اکرام حسین تھا۔ اردو شاعری میں پرویز شاہدی کے نام سے مشہور ہوئے۔ والد کا نام سید احمد حسین تھا۔ پرویز شاہدی کے خاندانی پس منظر کے بارے میں ایک ناقد سالک لکھنوی لکھتے ہیں:

> '30 ستمبر 1910ء کو لودی کٹرہ، پٹنہ سیٹی کی عالم منزل میں ایک نجیب الطرفین سید احمد حسین کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوتا ہے جس کا نام سید اکرام حسین رکھا جاتا ہے۔ سید احمد حسین بہار کے ایک زمیندار، ایک اچھے شاعر اور صاحب نظر ادیب اور عظیم آباد کی روایتی تہذیب کے علم بردار تھے۔ صوفی منش ہوتے ہوئے بھی گھر کی فضا میں راست و مذہبیت کا رنگ غالب تھا جو رواداری، وضع داری اور صاف ستھری قدیم تہذیب کا غماز تھا۔'

پرویز شاہدی کے آبا و اجداد میں ایک سید محمد جنگ تھے جو سلطان محمد غوری کی فوج میں ایک بڑے عہدے پر فائز تھے۔ سید محمود جنگ کی شادی راجگیر کے میر احمد علی کی دختر سے ہوئی جن سے سید حامد حسین پیدا ہوئے۔ حامد حسین کی نسل میں سید احمد حسین تھے جو پرویز شاہدی کے والد تھے۔ اس طرح پرویز شاہدی کا خاندانی پس منظر اعلیٰ و ارفع تھا۔ پرویز کی تعلیم و تربیت مذہبی ماحول میں ہوئی اور انہوں نے مدرسہ نظامیہ میں عربی، فارسی اور اردو کی تعلیم حاصل کی۔ صوفیانہ ماحول کی وجہ سے غالب گمان یہ ہے کہ پرویز نے کسی بزرگ سے بیعت بھی کر لی تھی۔

پرویز نے 1925ء میں کولکاتہ یونی ورسٹی سے میٹرک پاس کیا۔ اس کے بعد وہ پٹنہ چلے آئے اور پٹنہ یونی ورسٹی سے 1930ء میں آنرس کیا۔ 1934ء میں اردو میں ایم اے کیا اور 1935ء میں فارسی میں ایم اے کیا۔ اسی سال کولکاتہ واپس لوٹ گئے اور اسلامیہ اسکول میں مدرس ہوئے۔ پھر چند دنوں کے لئے انسپکٹر آف اسکول بھی ہوئے آخر کار 1947ء میں

سریندر ناتھ کالج کولکاتہ میں اردو کے لکچرر بحال ہوئے۔ اسی زمانے میں پرویز کے سیاسی شعور میں انقلابی تبدیلی آئی اور انہوں نے مارکسی نظام کا مطالعہ کیا جس کی وجہ سے ان کی شاعری میں اشتراکیت کا رنگ آ گیا۔

1958ء میں پرویز شاہدی شعبہ اردو کولکاتہ یونی ورسٹی سے وابستہ ہو گئے۔ قیام کولکاتہ کے دوران ہی پرویز کی شادی اعلیٰ تعلیم یافتہ فضیلت النساء بیگم سے ہوئی۔

پرویز شاہدی کو شعر وادب کا ذوق خداداد تھا۔ انہوں نے پہلا شعر آٹھ سال کی عمر میں کہا شروع میں اکرام تخلص رکھا پھر پرویز تخلص کرنے لگے۔ شاہدی کی نسبت ننہیال سے ہے جو ان کے پرنانا سید شاہ شاہد حسین سے منسوب ہے۔

مرض تنفس اور کثرت نوشی کی وجہ سے 5 رمئی 1968ء کو پرویز شاہدی کا انتقال ہو گیا۔

پرویز شاہدی نے شاعری کی ابتدا میں ناسخ کا رنگ اپنایا پھر غالب کی پیچیدگی کی طرف مائل ہوئے۔ ان کے چند اشعار میں جگر مرادآبادی کا رنگ بھی ملتا ہے۔ اس تقلیدی دور میں پرویز شاہدی اقبال اور جوش کے ساتھ بنگلہ کے مشہور شاعر رابندر ناتھ ٹیگور اور قاضی نذرالاسلام سے بھی متاثر ہوئے۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود پرویز خود فطرت کی طرف سے اعلیٰ دل و دماغ لے کر آئے تھے۔ لہٰذا انہوں نے شاعری میں اپنا راستہ خود بنایا اور جلد ہی اپنا انفرادی رنگ قائم کر لیا۔ پرویز شاہدی کے دو شعری مجموعے 'رقص حیات' اور 'تثلیث حیات' کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔

ہم نوجواں ہیں

ہم نوجواں ہیں، جانِ بہاراں، مرگِ خزاں ہیں
شادابیوں کا گلشن بداماں، اک کارواں ہیں
جام و سبو کی، کیف و نمو، روح تپاں ہیں
ہم آتشِ گل کی رقص کرتی چنگاریاں ہیں
ہم نوجواں ہیں!

وہ ہوں دفاتر، یا درسگاہیں یا کارخانے
جذبات کے یا افکار کے ہوں وہ آشیانے
سبزے کی مسند، کالے دھوئیں کے شامیانے
سن کر صدائیں ساز جوانی سب نغمہ خواں ہیں
ہم نوجواں ہیں!

بھیگی حسیں پھر کیف نمو کا حق مانگتی ہے
تسکین ذوق جام و سبو کا حق مانگتی ہے
بزمِ جوانی میں ہائے ہو کا حق مانگتی ہے
بارود مل کر کس کو ڈراتی یہ جھریاں ہیں
ہم نوجواں ہیں!

شعلے غضب کے رہتے ہیں رقصاں قلب و جگر میں

سانسیں ہماری سورج کی کرنیں شوق سحر میں
سوراخ کردیں ظلمت کدوں کے دیوار و در میں

سوزِ دروں سے اپنی نگاہیں آتش فشاں ہیں
ہم نوجواں ہیں!

باغِ نشاط حسن و محبت لے کر رہیں گے
صبح تبسم، شامِ مسرت لے کر آئیں گے
جو چھن گئی ہے وہ اپنی جنت لے کر رہیں گے

بے کار ہر ہم بوڑھے جہنم کے پاسبان ہیں
ہم نوجواں ہیں!

لفظ و معنی

مرگ	-	موت
خزاں	-	پت جھڑ
گلشن بداماں	-	دامن میں گلشن لئے ہوئے
کاروان	-	جماعت
جام و سبو	-	جگ اور گھڑا
روحِ تپاں	-	گرمی سے تپتی ہوئی روح
آتش	-	آگ
رقص	-	ناچ
غضب	-	بہت زیادہ غصہ
قلب و جگر	-	دل و جگر

سحر - صبح

ظلمت - تاریکی، اندھیرا

در - دروازہ

سوزِ دروں - اندرونی جلن

آتش فشاں - آگ اگلتی ہوئی

شرارہ - آگ کا شعلہ

خورشید - سورج

سیال - بہتی ہوئی چیز

آہن - لوہا

افکار - سوچ (فکر کی جمع)

صدا - آواز

نغمہ خواں - گانا گانے والے

بزم - محفل

نشاط - خوشی

مسرت - خوشی

تبسم - مسکراہٹ

برہم - ناراض

پاسباں - حفاظت کرنے والا

ABDUL SOLUTIONS ABSOL PATNA

آپ نے پڑھا

- پرویز شاہدی کی زیر نصاب نظم 'ہم نوجوان ہیں' تکنیک کے لحاظ سے ایک جدید نظم ہے۔ اس نظم میں شاعر نے موجودہ عہد کے نوجوانوں کے جذبات کی ترجمانی کی ہے۔
- شباب کے زمانے میں نوجوانوں کے دل میں کیا کیا جذبات ابھرتے ہیں اور وہ معاشرے سے کیا چاہتا ہے ان تمام اندرونی کیفیات کو شاعر نے نہایت سلیقے کے ساتھ اس نظم میں سمونے کی کوشش کی ہے۔

- جس طرح بچے اپنے پسندیدہ چیزوں کو حاصل کرنے کے لئے ضد کرتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح جوانی کے جوش و جذبات میں انسان اس قدر بہنے لگتا ہے کہ ہر پسندیدہ چیز کو وہ بہرنوع حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔
- یہ نظم شاعر پرویز شاہدی نے کلکتہ میں نوجوانوں کے ایک اجلاس میں پڑھا تھا۔ جس میں نوجوانوں کی معتدبہ تعداد موجود تھی۔ چنانچہ نوجوانوں کی کثرت کو دیکھ کر شاعر نے اس نظم میں نوجوانوں کے جذبات کی بھرپور ترجمانی کی ہے۔

مختصر ترین سوالات

1. پرویز شاہدی کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی؟
2. کتنے سال کی عمر میں پرویز شاہدی کے والدین اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے؟
3. پرویز شاہدی کی اہلیہ کا نام کیا تھا؟
4. پرویز شاہدی کے کسی دو شعری مجموعے کا نام لکھیے۔
5. تثلیث حیات کی اشاعت کب ہوئی؟

مختصر سوالات

1. پرویز شاہدی کی تصنیفات پر مختصر روشنی ڈالئے۔
2. پرویز شاہدی کی شاعری پر پانچ جملے لکھئے۔
3. زیر نصاب نظم 'ہم نوجوان ہیں' کے پہلے بند کی تشریح کیجیے۔
4. جدید نظم کے بارے میں مختصراً لکھئے۔
5. مخمس نظم کسے کہتے ہیں؟

طویل سوالات

1. پرویز شاہدی کی شاعری کا تنقیدی جائزہ لیجیے۔
2. زیر نصاب نظم 'ہم نوجوان ہیں' کا مرکزی خیال پیش کیجئے۔

1. جدید نظم کی ارتقائی تاریخ بیان کیجئے۔
2. خالی جگہوں کو بھر کر مصرعہ مکمل کیجئے:

بھیگی...... پھر کیف نمو...... مانگتی ہے

آیئے، کچھ کریں

1. پرویز شاہدی کے شعری مجموعوں سے دس منتخب نظموں کی فہرست بنائیے۔
2. بہار کے اردو شعرا کے درمیان پرویز شاہدی کا مقام متعین کیجیے۔